

خدا کیونکر ایسی پیچیدہ سچائی ہم پر ظاہر کرے گا؟

ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے خدا نے اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کیا ہے کہ اُس جیسا کوئی نہیں۔ پھر بھی اُس کو جانا جا سکتا ہے۔

ہم نے دیکھا کہ خدا کا کلام ہمیں زور دیتا ہے کہ اس بات کی تصدیق کریں کہ:
- صرف خدا ایک ہی ہے۔

- ایک خدا میں تین اشخاص یا عناصر یا افراد ہیں۔

- ایک میں تین، خدائی ہستی ماورا تشبیہ ہے۔ ہمارے تجربے میں کوئی بھی اُس طرح کی ہستی نہیں۔

ہم داخلی مرکز شعور کے لیے لفظ شخص یا فرد یا عنصر یا عمل استعمال کرتے ہیں۔ (کتاب مقدس (بائبل) میں اُس کے لیے باپ بیٹا اور روح القدس کے الفاظ استعمال کرتے ہیں)۔

کیونکہ اس سے بہتر الفاظ ہمارے پاس ہے ہی نہیں۔ کیونکہ یہ اشخاص کا مکاشفائی استعمال کرتے ہوئے

، محبت، غصہ، بولنا، جاننا اور فیصلہ کرنا جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ صفات اور حالتیں

سپاٹ، چٹنا اور محدود دکھائی دیتی ہیں۔ ہم اپنی عقل و سمجھ اور زبان کی وجہ سے مجبور ہیں۔ لیکن عقیدہ

تعلیم ایک ایسی تعلیم ہے جس کو خدا چاہتا ہے کہ ہم اُس کے بنیادی معنی جانیں۔

تشلیٹ کی تعریف کرنا اتنا آسان نہیں۔ بہت سے لوگوں نے اس کے لیے بہت سے قضیے پیش کیے ہیں۔ کچھ حضرات نے اُسے ایک ہونا یا تین ہونا کہہ کر غلطی کی۔

سب سے بہتریں تعریف وار فیلڈ نے کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔

صرف ایک ہی سچا خدا ہے لیکن خدا کی ہستی کُل میں تین ابدی اور مساوی اشخاص ہیں۔ اُن کا جوہر ایک ہی ہے۔ لیکن وجود کہ لحاظ سے مختلف ہیں۔ لفظ اشخاص گمراہ کر سکتا ہے اگر خدا کی ہستی کُل میں افراد ہوتے۔ تو پھر اس کے لیے کونسا لفظ مناسب اور کافی ہے؟ لفظ مادہ مادیت اور مادی چیزوں کی طرف لے جاتا ہے۔ کچھ لوگ لفظ روح کو ترجیح دیں گے۔ بہت سے لوگ لفظ وجود کو نہیں سمجھ پائیں گے۔ ان کا حل لغت سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ مثبت طور پر یہ تعریف واضح طور پر ایک ہونا یا تین ہونا پر زور دیتی ہے۔ اور اُن کی برابری اور ابدیت کو بیان کرتی ہے۔ اس کے لئے لفظ شخص بھی بہترین نہیں۔ اس طرح اُن کا جوہر ایک ہی ہے۔ (شاید اُس کے لیے بہترین لفظ روح ہے)۔

یہ تین ہونے کا تحفظ کرتا ہے۔ خدا کی روح کُل تین میں تقسیم نہیں ہو سکتی کیونکہ تین اشخاص برابر حیثیت رکھتے ہیں۔

[رائے، سی سی (۱۹۹۹) بنیادی تھیالوجی: بائبل کی سچائی کو سمجھنے کا بہترین سائنسی رہنما (۶۱) شکاگو ۳

[موڈی پرس]

خدا کی ہستی قطعی طور پر فقید المثال ہے۔ خدا کے متعلق باقی سب تصورات یا تو کثرت یا وحدت کو پیش کرتے ہیں۔

قدیم مسیحی مصنف مثلاً ابو روعطہ التقریتی (۷۷۵ - ۸۳۵) نے ایک مسلمان ماہر الہیات سے مکالمہ کرتے ہوئے اس بات کا اشارہ کیا ہے۔

جب ایک مذہب خدا کی صفات کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اُس جیسی کوئی بھی شے نہیں، اور پھر (حقیقت میں) اُس کی پرستش کرتا اور اُس کو جانتا ہے۔ اور اگر کوئی مذہب یہ کہتا ہے کہ خدا مشبہیت (خدا انسان کی شکل میں ہے) ہے اور مخلوق سے مشابہت کی جاتی ہے تو اس میں ابدی جمالت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ان میں سے ہر کوئی خدا کی وحدت کو بیان کر رہا ہے۔ سوائے مسیحی مذہب کے۔

وہ خدا کو ایک، واحد اور عدد کی صورت میں بیان کرنے سے ہچکچاتے نہیں۔

آپ ایک انسان اور ایک بادشاہ کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیا ان میں سے ہر کوئی ایک (فرد) نہیں ہے؟ کونسا موازنہ ضروری ہے بہ نسبت آپ کچھ بیان کرتے ہیں۔ بطور مسیحی وہ کسی (مخلوق) سے موازنہ نہیں کرتے کہ خدا کیسا ہے؟ وہ تین جواہر (اشخاص / اذہان) اور ایک ہستی کو بیان کرتے ہیں۔ اس طرح اس کا بیان ہر طرح کے موازنے، تشبیہ (مخلوق کے ساتھ) سے ماورا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں ایک چیز بہت سی چیزیں ہو یا بہت سی چیز ایک جیسی ہو یا ہو بہو ہوں۔

[ڈبلیو آر : ڈی ٹی پی ٹی ، ۱۹۷۷ الف الف]

ایک ماڈرن مسیحی تھیالوجن خدا کی فقید المثال کو اس طرح بیان کر سکتا ہے :

خدا کی وحدت بے مثل ہے۔ وحدت یہ صرف ایک ہی قسم ہے ایک فرد ایک آدمی ہے ایک مخلوق صرف ایک چیز ہے لیکن ان کی طرح کے اور بھی ہیں۔ خدا ایک ہی نہیں بلکہ صرف اور صرف ایک ہے یعنی وہ ایک اور بے مثل ہے۔ اُس کی صرف ایک ہی قسم ہے۔ خدا کا مطلب صرف ایک خدا ہے اور صرف خدا ہے خدا کے بے مثل ہونے سے یہ مراد ہے وہ ایک ہی اعلیٰ ہستی ہے۔ خدا ایک وحدت نہیں بلکہ اتحاد ہے۔ وحدت کی مثال ایک پتھر ہے ایک چھڑی ہے جس کو واحد کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس میں کوئی اندرونی امتیازات نہیں۔ یہ جبلی طور پر تثلیث کے لیے نااہل ہوتی ہے اس کے

لیے خود کا علم ہونا اور خود آگاہی ضروری ہے محض واحد ہونے سے معاشرے میں اکٹھے قائم نہیں رہ سکتے۔

البتہ روحانی شراکت اور برکت سے ایسا ہو سکتا ہے۔ خدا ہی ایک متبرک ہستی ہے جس کو خود کا علم ہے یا اس کو خود آگاہی ہے اور خود سے رفاقت رکھتا ہے۔ فاعل کسی مفعول کے بغیر محبت اور خوشی کا تجربہ نہیں کر سکتا۔ محبت اور خوشی معاشرتی عمل ہیں۔ اُن کا اطلاق ایک سے زیادہ اشخاص پر ہوتا ہے۔ کتاب مقدس کی تعلیم خدا میں کثرت اور امتیازات کے حق میں ہے۔ کامل ہستی کا اطلاق متنوع وجود پر ہے محدود وحدت میں کثرت نہیں ہوتی یہ مختلف وجود سے مُبرا ہوتی ہے۔ ناکافی اور بنجر پن وحدت کی نشانی ہے :

جسکہ امارت اور پھل دار ہونا اتحاد کی نشاندہی کرتی ہے۔ روحانی طور پر یہ افراط سے ہونے کے متعلق کہا گیا ہے۔

تم خدا کی ساری معموری تک معمور ہو جاؤ۔ (انسویوں ۳ : ۹)

کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا کہ ساری معموری اُسی میں سکونت کرے۔ (کلیسیوں ۱ : ۱۹ ، ۲ : ۹)

اؤن (تشلیٹ کی تعلیم کی بے گناہی میں) کہتا ہے ہو سکتا ہے کہ ایک روح میں ایک شخص ہوتا ہے۔ یہ اُس وقت ہوتا ہے جب روح محدود اور متناہی ہو۔ لیکن اُس وقت نہیں جب روح لا محدود ہو۔

[شیڈ ڈبلیو جی ٹی لینڈ گومز اے ڈبلیو (۲۰۰۳) ڈاگمڈ ٹک تھیالوجی تیسرا ایڈیشن ۲۲۲ فلپس برگ ان جے پی لینڈ آر لیب]

خدا نے یہ ہماری بھلائی کے لیے ظاہر کیا یہ ہماری زندگیوں کی عملی قدر ہے۔ یہ سادہ سچائی سے بڑھ کر ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کتنا عظیم ہے وہ اپنے آپ میں ہی کتنا کامل ہے۔ اُس کی نجات ہمارے لیے ہے ہم اُس کی محبت میں کیسے یقینی حالت میں ہیں۔

ایک مصنف نے اس کے عملی فوائد کی فہرست پیش کی ہے:

- یہ ابدی محبت کی اجازت دیتا ہے۔ محبت تخلیق سے پہلے تھی محبت کو معقول کی ضرورت نہیں۔

محبت تشلیٹ کے اشخاص سے ندی کی طرح بہتی ہے۔

- صرف خدا ہی خدا کو ظاہر کر سکتا ہے۔ خدا باپ نے خدا بیٹے کو بھیجا تاکہ خدا کی گواہی دی جا سکے۔

- صرف خدا ہی گناہوں کا کفارہ دے سکتا ہے۔ یہ خدا کے بیٹے کے تجسم لینے سے مکمل ہوا۔

- کسی شخصی وجود کو معاشرے کے بغیر سمجھنا بہت مشکل ہے۔

- خدائے ہستی گل اپنے اشخاص کے ذریعے کامل معاشرے میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔

[تھیسین ایچ۔ سی۔ لینڈ ڈورکسن، وی ڈی (۱۹۷۹) لیکچرزان سسٹیمٹک تھیالوجی (۹۸ - ۹۹)

گرانڈ رلیپڈز ایم آئی، کیمبرج: ولیم بی اردمن پبلشنگ کمپنی]

خدا باپ کے اس گہرے تعلق کو تثلیث کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ وضاحت یہ ہے۔

خدا محبت ہے۔ (۱۔ یوحنا ۴-۱۶) محبت میں تین عناصر شامل ہوتے ہیں محب یعنی محبت کرنے

والا، محبوب جس سے محبت کی جاتی ہے اور محبت کا روح۔ یہ تین ایک ہیں اس مثال کا ایک فائدہ یہ

ہے اس کا ایک شخصی پہلو ہے۔ محبت ایک ایسی چیز ہے جو صرف شخص (تثلیث کا عنصر) ہی کر سکتا

ہے۔

[گیسلر این آئی (۲۰۰۳) سسٹیمٹک تھیالوجی، ولیم دوم، خدا، مخلوق (۲۹۴) مینیہ پولس ایم این

ستھنی ہاوس پبلشرز]

ذاتی طور پر میرے لیے، مجھے اُمید ہے کہ آپ بھی اسے درست ہی پائیں گے۔ بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ ہماری حوصلہ افزائی کرتا ہے تاکہ اُس پر اعتماد رکھیں۔ کیونکہ وہ لگاتار میرے لیے دعا کر رہا ہے۔

میں پاک کلام سے اس بات کو جانتا ہوں کہ میں خدا کے پاس اپنے خوف، اپنی ضروریات، اپنے دکھ اور اپنے شکریہ کے ساتھ جا سکتا ہوں۔ اور میری رسائی اُس تک ہے۔ کیونکہ یسوع نے میرا یہ مسئلہ اپنی موت کی قربانی دے کر حل کر لیا ہے۔

میں اُس سے بڑھ کر ان آیات کو بھی جانتا ہوں۔

اسی طرح روح (تیسرا شخص) بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے کیونکہ جس طور سے ہم کو دعا کرنا چاہیے ہم نہیں جانتے مگر روح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے۔ جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ (رومیوں ۸ : ۲۶)

خدا کا بیٹا میری نجات کی تمام ضروری چیزوں کے لیے لگاتار شفاعت کرتا ہے۔ (خواہ مجھے اُن ضروریات کا علم ہے یا نہیں)

اس لیے بہت سے کاہن مقرر ہوئے (پرانا عہد نامہ) مگر چونکہ یہ ابد تک قائم رہنے والا ہے اس لیے اس کی کہانت لازوال ہے اس لیے جو اُس کے وسیلے سے خدا کے پاس آئے ہیں وہ اُنھیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے۔ کیونکہ اُن کی شفاعت کے لیے ہمیشہ زندہ ہے۔ (عبرانیوں ۷ : ۲۳-۲۵)

میں خوش ہوتا ہوں جب لوگ میری شفاعت خدا کے حضور کرتے ہیں۔ میں اکثر لوگوں سے کہتا ہوں میرے لیے دعا کریں لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں خدا خود میرے لیے دعا کرتا ہے۔ اس میں میری زندگی اور روح کی ان دیکھی اور نا معلوم ضروریات ہوتی ہیں۔ میں اُس پر بھروسہ کر کے حوصلہ افزائی محسوس کرتا ہوں۔ میں اُس کا شکر ادا کر کے حوصلہ پاتا ہوں میں اپنی چھوٹی سی انسانی زندگی میں اُس کو عزت و وقار دے کر حوصلہ پاتا ہوں۔ میں اُس کی کامل نگہداشت کے گھیرے میں ہوں۔ دوسری بات میں اُس پر اعتماد کر کے حوصلہ پاتا ہوں کیونکہ میری نجات اور ابدی زندگی کے لیے جو چیز چاہیے تھی وہ اُس (دوسرا شخص یسوع) کے ذریعے پوری ہوتی۔

اگر پاک کلام کی ان سچائیوں کو دیکھیں تو آپ جان پائیں گے کہ میرا مطلب کیا ہے:

- بیٹے نے انتخاب کیا کہ وہ انسان بن کر زمین پر آئے۔

- باپ جو اُس سے ابد سے ابد تک محبت کرتا ہے اُس نے انسانوں سے محبت میں اُسے بھیجا۔

- روح القدس نے بے مثل انداز میں یسوع کو مریم کے بطن میں سے پیدا کیا۔

- بیٹا انسانی شکل میں زمین پر آیا مگر اُس میں الوہیت بھی تھی اُس نے روح القدس کی وساطت سے انسانی روپ میں باپ کی مکمل فرمانبرداری کی۔

- اپنی زمینی زندگی میں پیٹے (یسوع) نے سب سے وعدہ کیا تھا۔ کہ جو کوئی اُس کی باتوں پر یقین اور ایمان رکھے اور اُسے نجات دہندہ تسلیم کرے تو وہ یوم آخر میں اُسے باپ کی عدالت سے بچائے گا اور ابدی زندگی عطا کرے گا۔

- صلیب پر ہمارے لیے قربانی دینے سے پہلے اُس نے اور باپ نے وعدہ کیا کہ ہمارے لیے (تیسرا شخص) روح القدس بھیجے گا۔

اور اُسی میں تم پر بھی جب تم نے کلام حق کو سنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور پر ایمان لائے پاک موعودہ روح کی مہر لگی۔ وہی خدا کی ملکیت کی مخلصی کے لیے ہماری میراث کا بیعانہ ہے تا کہ اُسکے جلال کی ستائش ہو۔ (افسیوں ۱ : ۱۳-۱۴)

کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمہ کا گھر (انسانی جسم) جو زمین پر ہے گرایا جائے گا تو ہم کو خدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملے گی جو ہاتھ کا بنایا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے۔ چنانچہ ہم

اس میں کراہتے ہیں اور بڑی آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے ملبس ہو جائیں۔ تاکہ ملبس ہونے کے باعث ننگے نہ پائے جائیں کیونکہ ہم اس خیمہ میں رہ کر بوجھ کے مارے کراہتے ہیں اس لیے نہیں کہ یہ لباس اُتارنا چاہتے ہیں بلکہ اس پر اور پہننا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو فانی ہے زندگی میں غرق ہو جائے۔ اور جس نے ہم کو اس بات کے لیے تیار کیا وہ خدا ہے اور اُس نے ہمیں روح بیعانہ میں دے دیا۔

(۲۔ کرنتھیوں ۵ : ۱- ۵)

۔ اُس نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا کہ روح القدس باپ اور بیٹے کے متعلق اور بہت کچھ ظاہر کرے گا۔
۔ یسوع نے روح القدس کے ذریعے خود کو صلیب پر پیش کیا شریعت کے توڑنے والوں پر سزا واجب تھی جو اُس نے اپنے اوپر لے لی۔

۔ باپ نے بیٹے کی قربانی قبول کی اور اُسے مُردوں میں سے زندہ کیا اور اُسے آسمان پر سر بلند کیا۔
۔ ایمانداروں کے درمیان رہنے کے لیے باپ اور بیٹے نے روح القدس بھیجا تاکہ وہ ابدی زندگی کا تجربہ کریں۔ اور اُس میں ابدی خوشی ، محبت ، اطمینان بھی شامل ہے۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے سے ہم فانی بدنوں میں کامل نئی زندگی کو اپنے اندر رہائش پذیر کرتے ہیں۔

- یہی روح القدس ہمیں اس قابل بناتا ہے کہ ہم دوسرے انسانوں کے ساتھ خدا کے ابدی پیغام کو بانٹیں۔

ابدی زندگی کی پیش کش اُس (یسوع) کے کاموں پر مبنی ہے۔ ہمارے اعمال پر نہیں۔ راستبازی اور امن و اطمینان اُس کی طرف کی سے ہمارے لیے تحفے ہیں۔ پاک تثلیث کے خدا نے یہ کام کیسے کیے ہیں۔ اُس کی محبت میں ہم ابدی نجات کے تحفے سے خوشی کے ساتھ لطف اندوز ہوتے ہیں۔

مگر اب شریعت کے بغیر خدا کی راستبازی ظاہر ہوئی ہے جس کی گواہی شریعت اور نبیوں سے ہوتی ہے۔ یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ کچھ فرق نہیں اس لیے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں مگر اُس کے فضل کے سبب سے اُس مخلصی کے وسیلے سے جو یسوع مسیح میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اُسے خدا نے اُس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو کیونکہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی اُن کے بارے میں وہ راستبازی ظاہر کرے۔ بلکہ اسی وقت اُسکی راستبازی ظاہر ہوتا کہ وہ خود بھی عادل رہے۔ اور جو یسوع پر ایمان لائے اور اُس کو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو۔ پس فخر کہاں رہا؟ اُس کی گنجائش ہی نہیں بلکہ ایمان کی شریعت سے۔ چونکہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر

ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہرتا ہے۔ کیا خدا صرف یہودیوں کا ہی ہے ، غیر قوموں کا نہیں؟ بے شک غیر قوموں کا بھی ہے کیونکہ ایک ہی خدا ہے جو مثنونوں کو بھی ایمان سے اور نامثنونوں کو بھی ایمان ہی کے وسیلے سے راستباز ٹھہرائے گا۔ (رومیوں ۳: ۲۱ - ۳۰)

کیونکہ ہم بھی پہلے نادان ، نافرمان ، فریب کھانے والے ، رنگ برنگ کی خواہشوں اور عیش و عشرت کے بندے تھے اور بد خواہی اور حسد میں زندگی گزارتے تھے۔ نفرت کے لائق تھے اور آپس میں کینہ رکھتے تھے۔ مگر جب ہمارے منجی خدا کی مہربانی اور انسان کے ساتھ اُس کی اُلفت ظاہر ہوئی تو اُس کے سبب سے ہمیں جو ہم نے خود کیے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور روح القدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلے سے جسے اُس نے ہمارے منجی یسوع مسیح کی معرفت ہم پر افراط سے نازل کیا۔ تاکہ ہم اُس کے فضل سے راستباز ٹھہر کر ہمیشہ کی زندگی کی اُمید کے مطابق وارث بنیں۔ (ططس ۳ : ۳-۷)

کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلے سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں ، خدا کی بخشش ہے۔ اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔ (افسیوں ۲ : ۸-۹)

نہ اپنی راستبازی کے ساتھ جو شریعت کی طرف سے ہے بلکہ اُس راستبازی کے ساتھ جو مسیح پر ایمان لانے کے سبب سے ہے اور خدا کی طرف سے ایمان پر ملتی ہے۔ (فلپیوں ۳ : ۹)

نتیجہ :-

یہاں پر بہت سے سوال پوچھے جاسکتے ہیں ، بہت سی دلیلیں دی جاسکتی ہیں ، مواد کا بہت زیادہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ حقیقت کو بدل نہیں سکتا۔ خدا کے پاک کلام کے اندر تخلیق سے لیکر یسوع کے زمانے میں رسولوں اور اُن کے ساتھیوں تک بہت وحدت رہی۔

اشخاص کے درمیان امتیازات ہیں تاہم یہ امتیازات ہمارے لیے اچھے ہیں۔ ہمیں تو روح القدس ہمارے لیے دعا نہ کر سکتا اور نہ بیٹا (یسوع) باپ کے حضور اپنی کامل قربانی دے سکتا۔

خدا کے عظیم داخلی اعمال و افعال کی بحث نے مسیحیوں اور مسلمانوں کی الہیات میں بے آہنگی پیدا کر کے توڑ پھوڑ دیا ہے۔

ابتدائی صدیوں میں مسیحی تھیولوجی پر کلیسیا کی بحث زیادہ خاص نہ تھی۔ معاشرتی دباؤ اور سیاسی مقاصد نے اس کو داغدار کر دیا تھا۔ کبھی تو وہ اس پر بحث و مباحثہ کو روک دیتے اور کبھی اُس حقیقت کو تسلیم کر لیتے تھے اور کبھی ایسا نہ کرتے تھے۔

یہی حقیقت مسلمانوں کی داخلی بحث و مباحثہ میں تھی۔

ایک لکھاری (نادر البذری) نے خدا کے جوہر اور صفات پر بحث کرتے ہوئے کہا

خدا کے جوہر اور صفات کے حوالے سے کلاسیکی مدرسہ میں یہ بحث اور مسئلہ زیر غور رہا۔ اس کا دائرہ بحث جدید زمانے تک رہا۔ تاہم ہمارے سامنے یہ مابعد الطبیعات کے معنوں اور بھارتوں کے طور پر آتے ہیں۔

یہ نظریاتی نظام کا ماحول تاریخ میں پہلے ہی سے موجود تھا۔

جائے اس کے اس سوال کی پُر اسرار حقیقت کو حل کرنے کی ذمہ داری لی جائے۔ اس کی شدت کو کم از کم کیا جائے۔ اس مسئلے پر قابو پانے کے لیے مثبت نتائج اخذ کیے جائیں۔ عقل کے بے جا استعمال کی مزاحمت کی جائے اس عقیدہ تعلیم کے حقیقی رازوں کو افشاں کیا جائے۔ یاد رہے کہ اس سوال نے کبھی حقیقی تجربے کی پاکیزگی کے لیے خالص ، غیر متعین ، غیر فیصلہ کن ، اطاعت و فرمانبرداری اور کھلے پن کو قائم نہیں کیا۔

[ڈبلیو آر : سی سی سی آئی ٹی - ۱۳ ایف (نادر البذری) خدا : جوہر اور صفات]

اے میرے دوست مجھے اُمید ہے آپ خدا کو خدا ہی رہنے دیں گے۔ اور اُس کے ناتبدیل حکمت بھرے کلام کو بولنے اور اپنے دلِ دانش ، امن و اطمینان اور معافی کو آنے دیں گے۔ ذوالجلال خدا کی

طرف سے ابدی زندگی کا یہ تحفہ آپ کو حاصل ہو۔ آپ کو خدا باپ پیٹے اور روح کی برکت ، پیغام اور رفاقت حاصل ہوتی رہے۔

پولس رسولوں کے الفاظ میں رومیوں ۱۶ : ۲۷

اُسی واحد حکیم خدا کی یسوع مسیح کے وسیلے سے ابد تک تمجید ہوتی رہے۔ آمین۔

مخلص،

گلن بلر دسمبر ۲۰۱۰

خُدا یوں اجہی پیچیدہ سچائی نوں ساڈے اُتے ظاہر کرے گا؟

اسی پہلاں وی ایہہ بیان کیتا اے پئی خُدا نے اپنے آپ نوں ساڈے اُتے یوں ظاہر کیتا اے پئی
اوہدے جیہا کوئی نہیں اے، فیر اوہنوں جانیا جاسکدا اے۔

اسی ویکھیا اے پئی خُدا دا کلام سانوں زور دیندا اے پئی اسی ایس گل دی تصدیق کریے پئی :
- خُدا اک ای اے۔

- اک خُدا دے وچ تِن ہستیاں کم کردیاں نے۔

- اک خُدا دے وچ موجود تِن ہستیاں ساڈی پہچان توں باہر نے۔ ساڈے تجربے دے وچ کوئی وی
ایویں دی ہستی نہیں اے۔

اسی داخلی مرکز شعور دے لئی لفظ شخص، ہستی، عنصر یا فرد نوں ورتدے آں۔ پاک کلام دے وچ
ایہدے لئی لفظ باپ، بیٹا تے پاک روح ورتیا گیا اے۔

کیوں جے ایہدے توں بہتر الفاظ ساڈے کول نہیں۔ کیوں جے ایہہ اشخاص دا مُکاشفائی استعمال
کردیاں ہوئیاں محبت، غُصہ، بولنا، جاننا تے فیصلہ کرنا جے لفظاں نوں ورتدے نے۔ جدوں پئی صفتاں
تے حالتاں سپاٹ، چپٹیاں تے محدود دکھالی دیندیاں نے۔ اسی اپنی عقل و سمجھ تے زبان دی وجہ توں

مجبور آں۔ پر عقیدہ تعلیم اک تعلیم اے جنوں خُدا چاہندا اے پئی اسی ایہدے بُنیادی معنیاں نوں
جانئیں۔

تشلیٹ دی تعریف کرنا اینا سوکھا نہیں اے۔ بہت ساریاں لوکاں نے ایہدے لئی بہت ساریاں شیواں
نوں پیش کیتا اے۔ کجھ لوکاں نے اوہنوں اک ہونا یا تِن ہونا آکھدیاں ہوئیاں غلطی کیتی اے۔
ساریاں توں بہتر تعریف وار فیلڈ نے کیتی اے۔ او آکھدا اے:

صرف اک ای سچا خُدا اے پر خُدا دی ہستی کُل دے وچ تِن مساوی تے ابدی ہستیاں نے۔ اوہناں دا
جوہر اک ای اے۔ پر او وجود دے لحاظ دے نال مختلف نے۔ لفظ اشخاص گمراہ کر سکدا اے۔ جے خُدا
دی ہستی کُل دے وچ افراد نے تے فیر ایہدے لئی کیہڑا لفظ مُناسب تے کافی اے۔ لفظ مادی مادی
شیواں تے مادیت دے ول نوں لے جاندا اے۔ کجھ لوکی لفظ روح نوں ترجیح دیندے نے۔ بہت
سارے لوکی نے جیہڑے لفظ وجود نوں سمجھ نہیں پاندے نے۔ ایہدا حل لُغت وچوں لبھیا جاسکدا
اے۔ مُثبت طور تے ایہہ تعریف واضح طور تے اک ہون یا تِن ہون تے زور دیندی اے۔ ایہہ
اوہناں دی برابری تے ابدیت دے اُتے زور دیندی اے۔ ایہدے لئی لفظ شخص وی بہترین نہیں
اے۔ ایویں اوہناں دا جوہر اک ای اے۔ (شاید اوہدے لئی بہترین لفظ روح اے)۔

ایہہ تِن ہون دا تحفظ کردا اے۔ خُدا دی رُوح کُل تِنّاں دے وچ تقسیم نہیں ہو سکدی اے کیوں جے
تِنوں ہستیاں برابر حیثیت رکھدیاں نے۔

خُدا دی ہستی دی کِے وی طرح دے نال کوئی مثال پیش نہیں کیتی جاسکدی اے۔ چنیدا دے بارے
باقی سارے تصورات یا تے کثرت نوں یا فیر واحدت نوں پیش کردے نے۔

اِک قدیم مسیحی مُصنّف نے اِک مُسلمان ماہرِ الہیات دے نال مکالمہ کردیاں ہوئیاں ایس گل دے ول
نوں اشارہ کیتا اے۔

جدوں اِک مذہب خُدا دیاں صفتاں نوں بیان کردیاں ہوئیاں ایہہ اکھدا اے پئی اوہدے جی کوئی ہستی
ہے ای نہیں تے او اوہدی پرستش کردے تے اوہنوں جاندے نے۔ تے جے کوئی مذہب ایہہ اکھدا
اے پئی خُدا انسانی شکل دے وچ اے تے مخلوق دے نال ایہدی مُشاہت کیتی جاندی اے تے
اوہناں دے وچ ابدی جہالت کُٹ کُٹ کے بھری ہندی اے۔ ایہناں دے وچوں ہر کوئی چنیدا دی
وحدت نوں بیان کردا پیا اے، سوائے مسیحی مذہب دے۔

او خُدا نوں اِک، واحد تے عدد دی صورت دے وچ بیان کرن توں ہچکچاوندے نہیں۔

تُسی اِک انسان تے اِک بادشاہ دے بارے کیہ آکھ سکدے او؟ کیہ اوہناں دے وچوں ہر کوئی اِک فرد نہیں؟ کیہڑا موازنہ ضروری اے بہ نسبت تُسی کجھ بیان کردے او۔ مسیحی ہندیاں ہوئیاں او کے مخلوق دے نال موازنہ نہیں کردے نے پئی خُدا ایویں دا اے۔ او تِن جوہراں تے اِک ہستی نوں بیان کردے نے۔ ایویں ایہدا بیان ہر طرح دے موازنے توں بالا تر ہو جاندا اے۔ کیوں جے ایہہ ممکن نہیں اے پئی اِک چیز بہت ساریاں چیزاں ہون یا بہت ساریاں شیواں اِک جیہاں ہون۔

اِک جدید مسیحی خُدا دے بے مثال ہون نوں ایویں بیان کردا اے:

خُدا دی وحد بے مثل اے، وحدت دی صرف اِک ای قسم اے۔ اِک فرد اِک ای آدمی اے، اِک مخلوق اِک ای چیز اے پر اوہدی طرح دے ہو وی نے۔ خُدا اِک ای نہیں سگوں صرف اور صرف اِک ای اے۔ یعنی او صرف اِک تے بے مثل اے۔ یعنی اوہدی صرف اِک ای قسم اے۔ چنیدا توں مُراد صرف اِک ای خُدا اے۔ تے او صرف اِک ای اے۔ اوہدے بے مثل ہون توں مُراد اے پئی او اِک ای اعلیٰ ہستی اے۔ خُدا اِک وحدت نہیں سگوں اِک اتحاد اے۔ وحدت دی مثال اِک پتھرتے اِک چھڑی اے جہنوں واحدت دے طور تے جانیا جاندا سی۔ ایہدے وچ کوئی اندورنی امتیاز نہیں اے۔ ایہہ جبلی طور تے تشلیث دے لئی نا اہل ہندی اے۔ ایہدے لئی اپنا علم ہونا تے اپنی آگاہی ہونا ضروری اے۔ محض واحد ہون دے نال معاشرے دے وچ اکٹھے قائم نہیں رہ سکدے آں۔

پر روحانی شراکت تے برکت دے نال ایویں ہندا اے۔ خُدا ای اک معتبر تے متبرک ہستی اے
جنہوں اپنا علم اے تے جنہوں خُود آگاہی اے تے جیہڑا اپنے آپ دے نال رفاقت رکھدا اے۔ فاعل
کسے معقول دے بغیر محبت تے خوشی معاشرتی عمل نے۔ اوہناں دا اطلاق اک توں زیادہ بندیاں دے
اُتے ہندا اے۔ پاک کلام دی تعلیم خُدا دے وچ کثرت تے امتیازاں دے حق دے وچ اے۔ کامل
ہستی دا وجود متنوع وجود دے اُتے ہے۔ محدود وحدت دے وچ کثرت نہیں ہندی اے تے ایہہ
مختلف وجود توں مُبرا ہندی اے۔ ناکافی تے بنجر پن وحدت دی نشانی اے۔

جدوں پئی امارت تے پھلدار ہونا اتحاد دی نشاندہی کردا اے۔ روحانی طور تے ایہہ افراط دے نال
ہون دے بارے آگھیا گیا اے۔

افسیوں ۳ باب دی ۹ آیت دے وچ ایویں بیان کیتا گیا اے:

تُسی خُدا دی ساری معموری تیکر معمور ہو جاؤ۔

تے فیر ایویں وی بیان کیتا گیا اے:

کیوں جے باپ نوں ایہہ پسند آیا پئی ساری معموری اوہدے وچ سکونت کرے۔

اؤن تثلث دے حوالے دے نال بیان کردیاں ہوئیاں ایویں آھدا اے: ہو سکدا اے پئی اک روح
دے وچ اک شخص ہندا اے۔ ایہہ اوس ویلے ہندا اے جدوں روح محدود ہوئے۔ پر جدوں روح
لامحدود ہوئے تے ایویں نہیں ہندا اے۔

خدا نے ایہہ ساڈی بھلائی دے لئی ظاہر کیتا اے ایہہ ساڈیاں جیتیاں دی عملی قدر اے۔ ایہہ سادی
سچائی توں بہت ود کے ہے۔ ایہدے توں ایہہ ظاہر ہندا اے پئی خدا کنا عظیم اے تے او اپنے آپ
دے وچ کنا کامل اے۔ اوہدی نجات ساڈے لئی اے۔ اسی اوہدی محبت دے وچ کنے یقینی حالت دے
وچ آں۔

اک مُصنّف نے ایہدے عملی فائدیاں دی فرست نوں پیش کیتا اے۔

۔ ایہہ ابدی محبت دی اجازت دیندا اے۔ محبت تخلیق توں پہلاں توں سی تے محبت نوں معقول دی
ضرورت نہیں اے۔

۔ محبت تثلث دیاں بندیاں توں ندی دی طرح وگدی اے۔

۔ صرف خدا دی خدا نوں ظاہر کر سکدا اے۔ خدا باپ نے خدا بیٹے نوں بھیجیا اے تاں پئی خدا دی

گواہی نوں دتا جاسکے۔

- صرف خُدا دی پاپاں دا کفارہ دے سکدا اے۔ ایہہ خُدا دے پیٹے دے جسم دے وچ آون دے نال
ممکن ہو یا اے۔

- کسے شخصی وجود نوں معاشرے دے بغیر سمجھنا بہت ای اوکھا اے۔

- خُدا ئے ہستی کُل اپنیاں عنصراں دی رائیں کامل معاشرے دے وچ ہم آہنگی نوں پیدا کردا اے۔

- خُدا باپ دے ایس گھرے تعلق نوں تثلیث دی رائیں پیش کیتا جاندا اے تے او وضاحت ایہہ ہے۔

- خُدا محبت اے (۱۔ یوحنا ۴-۱۶) محبت دے وچ تن عناصر شامل ہندے نے۔ محبت یعنی محبت کرن

والا، محبوب جہدے نال محبت کیتی جاندا اے تے محبت دا روح۔ ایہہ تنوں ای اک نے۔ ایس مثال

دا اک فائدہ ایہہ وی ہے پئی ایہدا اک شخصی پہلو اے۔ محبت اک اجی شے ہے جنوں صرف اک

شخص ای کر سکدا اے۔

ذاتی طور تے میرے لئی مینوں اُمید اے پئی تسی ایہنوں ٹھیک ای پاؤ گے۔ وہڈی وچ ایہہ ہوسکدی

اے پئی او ساڈا حوصلہ وہداوندا اے تاں پئی اسی اوہدے اُتے اعتماد رکھئیے۔ کیوں جے او لگاتار میرے

لئی دُعا کردا پیا اے۔

میں خُدا دے پاک کلام دے وچوں ایسہ جاندا آں پئی میں خُدا دے کول اپنے خوف، اپنیاں ضرورتاں، اپنے دُکھ تے اپنیاں شکر گزاریاں دے لئی جاسکدا آں۔ تے اوہدے تیکر میری رسائی ہے۔ کیوں جے یسوع نے میرے مسئلیاں نوں اپنی جان دی قربانی دیندیاں ہوئیاں حل کر دتا اے۔

ایہدے توں وہد کے میں ایہناں آیتاں نوں وی جاندا آں:

رومیوں ۸ باب دی ۲۶ آیت دے وچ ایویں لکھیا ہويا اے:

ایویں روح وی ساڈی کمزوری دے وچ ساڈی مدد کردا اے۔ کیوں جے جیویں سانوں دُعا کرنا چاہیدا اے اسی نہیں جاندا آں۔ پر روح آپ اجیہاں آہاں بھر بھر کے ساڈی شفاعت کردا اے۔ جمدا بیان نہیں ہوسکدا اے۔

خُدا دا بیٹا میری نجات دیاں ساریاں ضرورتاں دے لئی لگاتار شفاعت کردا اے۔ (بھاویں مینوں

ایہناں ضرورتاں دا علم ہے یا نہیں)

عبرانیوں ۷ باب دی ۲۳ توں ۲۵ آیت دے وچ ایویں بیان اے:

ایس لئی بہت سارے کاہن مُقرر ہوئے، پر کیوں جے ایہہ ابد تیکر قائم رن والا اے ایس لئی ایہدی
کہانت لازوال اے۔ ایس لئی جیہڑے اوہدے وسیلے دے نال خُدا دے کول آئے آں نے او اوہناں نوں
پُوری پُوری نجات دے سکدا اے۔ کیوں جے اوہناں دی شفاعت دے لئی ہمیشہ جیوندہ اے۔

جدوں لوکی خُدا دے حضور میری شفاعت کردے نے تے میں بہت خوش ہندا آں۔ میں کئی واری
لوکاں نوں آکھدا آں پئی میرے لئی دُعا کرو پر میں ایہہ وی جاندا آں پئی خُدا آپ میرے لئی دُعا کردا
اے۔ ایہدے وچ میری جیاتی تے میری روح دیاں اندیکھیاں ضرورتاں ہندیاں نے۔ میں اوہناں
دے اُتے بھروسہ رکھدیاں ہوئیاں حوصلہ افزائی محسوس کردا آں۔ میں اپنی نکلی جینی انسانی جیاتی دے
وچ اوہنوں عزت تے وقار دیندیاں ہوئیاں حوصلہ پاوندا آں۔ میں اوہدی کامل نگہداشت دے گھیرے
دے وچ آں۔ دوجی گل ایہہ ہے پئی میں اوہدے اعتماد کردیاں ہوئیاں حوصلہ پاوندا آں۔ کیوں جے
میری نجات تے ابدی جیاتی دے لئی جیہڑی شے چاہیدی اے او اوہدی رائیں پُوری ہندی اے۔

جے پاک کلام دیاں ایہناں سچائیاں نوں دیکھئیے تے تہانوں پتہ لگے گا پئی میرا مطلب کیہ اے؟

بیٹے نے ایہہ چُنیا سی پئی او انسان بن کے ایس زمین اُتے آئے گا۔

- باپ جیہڑا اوہدے نال ابد توں ابد تیکر محبت رکھدا سی اوہنے اوہنوں انساناں دے نال محبت دے وچ
بھیجیا سی۔

- پاک روح نے بے مثل انداز دے وچ یسوع نوں مریم دے بطن توں پیدا کیتا سی۔

- بیٹا انسانی شکل دے وچ زمین اُتے آیا سی پر اوہدے وچ الوہیت وی سی۔ اوہنے پاک روح دی
وساطت دے نال انسانی روپ دے وچ باپ دی کامل فرمانبرداری کیتی سی۔

- اپنی زمینی حیاتی دے وچ پیٹے (یسوع مسیح نے) ساریاں دے ال ایہہ وعدہ کیتا سی۔ پئی جیہڑا وی
اوہدیاں گلاں دے اُتے ایمان تے یقین رکھے گاتے اوہنوں نجات دہندہ قبول کرے گا۔ او آخری دن
اوہنوں باپ دی عدالت توں بچاؤے گاتے ابدی حیاتی عطا کرے گا۔

- صلیب دے اُتے اپنی جان نوں دیون توں پہلاں اوہنے تے باپ نے ایہہ وعدہ کیتا سی پئی ساڈے
لئی تیجا مددگار بھیجے گا۔

تے افسیوں ابا دی ۱۳ تے ۱۴ آیت دے وچ ایویں لکھیا ہویا اے:

تے اوہدے وچ ای تہاڈے اُتے وی جدوں تہسی کلامِ حق نوں سُنیا جیہڑا تہاڈی نجات دی خُو شخبری
اے ایہدے اُتے ایمان لیائے او پاک وعدہ کیتے ہوئے روح دے مہر لگی اے۔ او ای خُدا دی ملکیت
دی مخلصی دے لئی ساڈی میراث دا بیعانہ اے، تاں پئی اوہدے جلال دی ستائش ہوئے۔

تے ۲ کر تھیوں ۵ باب دیاں پہلیاں ۵ آیتاں دے وچ ایویں لکھیا ہویا اے:

کیوں جے اسی جاندے آں پئی ساڈا خیمے دا گھر (انسانی جسم) جیہڑا ایس زمین اُتے ہے سُنیا جاوئے گا
تے سانوں خُدا دے ولوں اُسمان توں اک اجی عمارت ملے گی جیہڑا ہتھ دا بنیا ہویا گھر نہیں اے سگوں
ابدی اے۔ ایویں اسی ایہدے وچ کراہندے آں تے بڑی آرزو رکھدے آں پئی اپنے اُسمانی گھر دے
نال ملبس ہو جائیے۔ تاں پئی ملبس ہون دے باعث ننگے نہ پائے جائیے۔ کیوں جے ایس خیمے دے وچ
رہ کے اسی بوجھ دے مارے کراہندے آں ایس لئی نہیں پئی ایس لباس نوں اُتارنا چاہندے آں سگوں
ایہدے اُتے ہور پانا چاہندے آں تاں پئی جیہڑا فانی اے جیاتی دے وچ غرق ہو جائے۔ تے جننے
سانوں ایس گل دے لئی تیار کیتا اے او خُدا اے۔ اوہنے سانوں روح بیعانے دے وچ دے دتا اے۔
- اوہنے ساڈے نال ایہہ وعدہ کیتا اے پئی پاک روح باپ تے پیٹے دے بارے ہور بہت کجھ ظاہر کرے

- یسوع مسیح نے پاک روح دی رائیں اپنے آپ نوں صلیب دے اُتے پیش کر دتا اے شریعت نوں توڑن والیاں دے اُتے ایہہ سزا واجب سی جہنوں اوہنے اپنے اُتے لے لیا سی۔

- باپ نے بیٹے دی قربانی نوں قبول کر دیاں ہوئیاں اوہنوں مُردیاں دے وچوں جیوندہ کیتا تے اوہنوں اُسمان اُتے سر بلند کیتا سی۔

- ایسمانداراں دے وچکار رہن دے لئی باپ تے بیٹے نے پاک روح نوں بھیجیا سی تاں پئی او ابدی حیاتی دا تجربہ کر سکن۔ تے اوہدے وچ ابدی خوشی، اطمینان تے محبت وی شامل اے۔ مُردیاں دے وچوں جی اُٹھن دے نال اسی فانی بدناں دے وچ کامل تے نوی حیاتی اپنے اندر قائم کر دے آں۔

- ایہہ ای پاک روح سانوں ایس قابل بناوندا اے پئی اسی دوجیاں انساناں دے نال خُدا دے ابدی پیغام نوں ونڈ سکئیے۔

ابدی حیاتی دی پیشکش ساڈیاں کماں نال نہیں سگوں یسوع مسیح دیاں کماں دے نال اے۔ راستبازی تے امن تے اطمینان اوہدے ولوں سانوں طحھے دے وچ ملدا اے۔ پاک تشلیث دے خُدا نے ایہناں کماں نوں کیویں کیتا اے۔ اوہدی پاک محبت دے وچ اسی ابدی نجات دیاں تحفیاں توں خوشی دے نال لُطف اُٹھاوندے آں۔

رومیوں ۳ باب دی ۲۱ توں ۳۰ آیت دے وچ ایویں لکھیا ہویا اے:

پر ہن شریعت دے بغیر خُدا دی راستبازی ظاہر ہوئی اے جمدی گواہی شریعت تے نبیاں دے نال
ہندی اے۔ یعنی خُدا دی او راستبازی جیہڑی یسوع مسیح دے اُتے ایمان لیاون دے نال ساریاں
ایمان والیاں نوں حاصل ہندی اے۔ کیوں جے کجھ فرق نہیں ایس لئی پئی ساریاں نے گناہ کیتا تے
خُدا دے جلال توں محروم نے۔ پر اوہدے فضل دے سببوں اوس مخلصی دے وسیلے جیہڑی یسوع مسیح
دے وچ اے مُفت راستباز ٹھہرائے جاندے نے۔ اوہنوں خُدا نے اوہدے لہو دے سببوں اک اجیہا
کفارہ ٹھہرایا جیہڑا ایمان لیاون دے نال فائدہ مند ہونے کیوں جے جیہڑے پاپ پہلاں ہو چکے سن
تے جنناں توں خُدا نے تحمل کر کے طرح دتی سی اوہناں دے بارے او راستبازی نوں ظاہر کرے۔
سگوں اوس ای ویلے اوہدی راستبازی وی ظاہر ہونے تاں پئی او آپ وی عادل رہوئے۔ تے جیہڑا
یسوع اُتے ایمان لیاونے اوہنوں وی راستباز ٹھہراون والا ہوئے۔ تے ایویں فخر کتھے رہیا؟ اہدی تے
گنجائش ای نہیں سگوں ایمان دی شریعت نال۔ کیوں جے اسی ایہہ نتیجہ کڈھدے آل پئی انسان
شریعت دیاں کماں دے بغیر ایمان دے نال راستباز ٹھہرا اے۔ کیہ خُدا صرف یہودیاں دا ای اے؟
غیر قوماں دا نہیں اے؟ بے شک غیر قوماں دا وی اے۔ کیوں جے اک ای خُدا اے جیہڑا مَختوناں نوں
وی ایمان نال تے نامَختوناں نوں وی ایمان دے نال راستباز ٹھہراونے گا۔

ططس ۳ باب دی ۳ توں ے آیت دے وچ ایویں بیان کیتا گیا اے۔

کیوں جے اسی وی پہلاں نادان، نافرمان، فریب کھاون والے، رنگ برنگ دیاں خواہشیاں تے عیش و عشرت دے بندے سی تے بد خواہی تے حسد دے وچ حیاتی نوں گزاردے سی۔ نفرت دے لائق سی تے اک دوجے دے نال کینہ رکھدے سی۔ پر جدوں ساڈے مُنجی خُدا دی مہربانی تے انسان دے نال اوہدی اُلقت ظاہر ہوئی تے اوہدے سببوں نہیں جیہڑے اسی آپ کیتے سگوں اپنی رحمت دے مُطابق نوی پیدائش دے غُسل تے پاک روح دے سانوں نواں بنا دیون دے نال جہنوں اوہنے ساڈے منجی یسوع مسیح دی رائیں ساڈے اُتے افراط دے نال نازل کیتا اے۔ تاں پئی اسی اوہدے فضل دے نال راستباز ٹھہر کے ہمیشہ دی حیاتی دی اُمید دے مُطابق راستباز بنئیے۔

تے افسیوں ۲ باب دی ۸ تے ۹ آیت دے وچ ایویں بیان کیتا گیا اے:

تھانوں اسمان دے وسیلے دے نال فضل ای دے نال نجات ملی اے تے ایہہ تھماڈے ولوں نہیں خُدا دی بخشش اے۔ تے نہ ای اعمال دے سببوں تاں پئی کوئی فخر نہ کرے۔

فلپیوں ۳ باب دی ۹ آیت دے وچ لکھیا ہویا اے:

نہ اپنی راستبازی دے نال جیہڑی شریعت دے ولوں اے سگوں اوس راستبازی دے نال جیہڑی مسیح
دے اُتے ایمان لیاون دے سببوں اے تے خُدا دے ولوں ایمان تے بلدی اے۔

نتیجہ: ایہتھے بہت سارے سوال پُچھے جاسکدے نے تے بہت ساریاں دلیلاں دتیاں جاسکدیاں نے تے
ایہدا بہت زیادہ مُشاہدہ کیتا جاسکدا اے۔ پر یاد رکھو پئی ایہہ سارا کُجھ حقیقت نوں بدل نہیں سکدا
اے۔ خُدا دے پاک کلام دے اندر تخلیق توں لے کے یسوع مسیح دے زمانے وچ رسولاں تے اوہناں
دیاں ساتھیوں تیکر بہت وحدت رہی اے۔

شخصاں دے درمیان تضاد رہی نے تے ایہہ ساڈے لئی چنگے نہیں رہے نے۔ جے ایویں نہ ہندا تے
پاک روح ساڈے لئی دُعا نہیں کر سکدا تے نہ ای بیٹا یعنی یسوع باپ دے حضور اپنی کامل قربانی نوں
پیش کر سکدا۔

خُدا دے عظیم داخلی کماں دے بحث نے مسیحاں تے مُسلماناں دی الہیات دے وچ بے آہنگی پیدا
کردیاں ہوئیاں ایہنوں توڑ پھوڑ دتا اے۔

ابتدائی صدیاں دے وچ مسیحی تھیالوجی تے مسیحاں دی بحث بہتی نہیں سی۔ معاشرتی دباؤ تے سیاسی مقصداں نے ایہنوں داغدار کر دتا سی۔ کدی تے او ایس بحث و مباحثے نوں روک دیندے سن تے کدی اوس حقیقت نوں تسلیم کر لیندے سن تے کدی کدی او ایویں نہیں کردے سن۔

ایہہ ای حقیقت مسلماناں دے داخلی مباحثے دے وچ وی سی۔

اک لکھاری نادر البذری نے خُدا دے جوہر تے صفتاں دے بارے بحث کردیاں ہوئیاں ایہہ آگھیا سی۔

خُدا دے جوہر تے صفتاں دے حوالے دے نال کلاسیکی مدرسے دے وچ ایہہ بحث تے مسئلہ زیرِ غور

رہیا سی۔ ایہدی بحث دا دائرہ جدید زمانے تیکر رہیا سی۔ تاں وی ساڈے سامنے ایہہ مابعدالطبیات دیاں رازاں تے بھارتاں دے طور تے آوندے نے۔

ایہہ نظریاتی نظام دا ماحول تاریخ دے وچ پہلاں توں ای موجود سی۔

ایہدے بجائے ایس سوال دی پُر اسرار حقیقت نوں حل کرن دی ذمہ داری نوں لیا جاوے تے ایہدی

شدت نوں گھٹ توں گھٹ کیتا جاوے۔ ایس مسئلے دے اُتے قابو پاون دے لئی مثبت نتیجیاں نوں اخذ

کیتا جاوے۔ عقل دے غیر ضروری ورتن نوں ڈکيا جاوے۔ ایس تعلیم دے عقیدے دے اصلی رازاں

نوں بیان کیتا جاوے۔ یاد رہوئے پئی ایس سوال نے کدی وی حقیقی تجربے دی پاکیزگی دے لئی خالص،
غیر متعین، غیر فیصلہ کن، اطاعت تے فرمانبرداری تے کھلے پن نوں قائم نہیں کیتا اے۔

میرے عزیز دوست، مینوں اُمید اے پئی تہی خُدا نوں خُدا ای رہن دیوؤ گے۔ تے اوہدے کدی نہ
بدلن والے حکمت دے نال بھرے ہوئے کلام نوں بولن، اپنے دلِ دانش، امن تے اطمینان تے مُعافی
نوں آون دیوؤ گے۔ خُدا ئے ذوالجلال دے ولوں ابدی جیاتی دا تحفہ تہانوں حاصل ہوئے۔ تہانوں خُدا
باپ، بیٹے تے پاک روح دی رفاقت، آگاہی تے برکت حاصل ہندی رہوئے۔

رومیوں ۱۶ باب دی ۷ آیت دے وچ پولوس رسول دے الفاظ ایویں بیان نے:

اوس واحد حکیم خُدا دی یسوع مسیح دے وسیلے دے نال ابد تیکر تمجید ہندی رہوئے، آمین۔

تہاڈا عزیز،

گلن بلر دسمبر ۲۰۱۰

Why would God reveal such a complex truth to us?

We have already seen that God describes Himself as incomparable, yet knowable.

We have seen that we are compelled by Scripture to affirm that:

1. There is only One God.
2. There are three Persons or Agents or Individuals within this One God.
3. This three-in-one divine Being is beyond comparison—nothing in our experience is like His being.

We use the word “Person” or “Agent” or “Individual” or “Agency” or “Operation” to label these internal centers of consciousness (who called themselves as Father, Son, and Spirit in the Scriptures), **because we do not have any better words**. Because these Persons are described in revelation using terms like love, anger, speaking, knowing, deciding and so on, words like ‘attributes’ or ‘states’ seem too flat or limited. We are constrained by our understanding and by our language, but the doctrine is still one which God wishes us to know **in its basic meaning**.

“A definition of the Trinity is not easy to construct. Some are done by stating several propositions. **Others err on the side either of oneness or threeness.** One of the best is Warfield’s: “There is one only and true God, but in the unity of the Godhead there are three coeternal and coequal Persons, the same in substance but distinct in subsistence.” **The word “Persons” might be misleading as if there were three individuals in the Godhead, but what other word would suffice?** The word “substance” might be too materialistic; some would prefer to use the word “essence.” Many will not know the meaning of subsistence, but a dictionary can remedy that (“necessary existence”). ... Positively, the definition clearly asserts both oneness and threeness and is careful to maintain the equality and eternity of the Three. **Even if the word “person” is not the best, it does guard against modalism, and, of course, the phrase “the same in substance” (or perhaps better, essence) protects against tritheism.** The whole undivided essence of God belongs equally to each of the three persons. [Ryrie, C. C. (1999). Basic theology : A popular systemic guide to understanding biblical truth (61). Chicago, Ill.: Moody Press.]

This God is absolutely unique. All other concepts of God are either polytheist or singular units.

Ancient Christian writers, such as Abū Rū’īṭah al-Takrītī (c. 775-835 AD), can point this out in dialogue with Muslim theologians of the time:

“When a religion finds that it describes God by the attribute “nothing is like Him”, then it [truly] worships of Him and knows Him. And if a religion discovers it describes God with

anthropomorphism and comparison with creatures, then ignorance of Him is its perpetual goal. **Each of those professing the unity of God, with the exception of the Christians, do not hesitate to describe Him as one, single, and numberable.** ... What do you say about one human being, and one king? Is not each one of them a single [individual] ? Which comparison is more important than what you describe? **As for the Christians, they reject any comparison [of creatures] and likeness with [God]** when they describe Him as three *hypostaseis* (persons/minds) and one *ousia* (being/entity). . . . **But when it is found that He is three hypostaseis and one ousia, then His description is above every comparison and likeness [with creatures], because it is not possible that a single ousia [having] three hypostaseis, which is identical in all of its essences, exists in creation.** [WR:DTPT,197ff]

A more modern Christian theologian could express this uniqueness this way:

“The unity of God is unique. It is the only unity of the kind. An individual man is one; and any individual creature or thing is one. But there are others like it, each of which is likewise numerically one. **God is not merely one, but the only one;** not merely unus (one), but unicus (unique). He is not one of a species or one in contrast with another of the same kind. God is one God and the only God. The notion of the unique must be associated with that of unity in the instance of the Supreme Being.

God is not a unit, but a unity. A unit, like a stone or a stick, is marked by mere singleness. It admits no interior distinctions and is **incapable of that inherent trinity which is necessary to self-knowledge and self-consciousness.** Mere singleness is incompatible with society, and therefore incompatible with divine communion and blessedness. God is blessed only as he is self-knowing and self-communing. **A subject without an object could not experience either love or joy. Love and joy are social. They imply more than a single person.**

The scriptural doctrine of divine plenitude favors distinctions in divine essence. **Fullness of being implies variety of existence. A finite unit has no plurality or manifoldness. It is destitute of modes of subsistence. Meagerness and barrenness mark a unit; opulence and fruitfulness mark a unity.** This plērōma or plenitude of divine essence is spoken of in the following: “filled with all the fullness of God” (Eph. 3:19) and “the fullness of the Godhead” (Col. 1:19; 2:9). Owen (in his work *Doctrine of the Trinity Vindicated*) remarks that “it may be true that in one essence there can be but one person, when the essence is finite and limited, but not when the essence is infinite.” [Shedd, W. G. T., & Gomes, A. W. (2003). *Dogmatic theology* (3rd ed.) (222). Phillipsburg, N.J.: P & R Pub.]

God revealed this to us for our good—it has practical value to our lives, beyond simply knowing truth. It shows us how great our God is, how complete He is in Himself, how sufficient His work of redemption is for us, and how sure we can be of His love for us!

One writer listed some of the practical benefits of this:

1. **It allows for eternal love.** Love was before creation, yet love needs an object. Love is always flowing among the persons of the trinity.
2. **Only God can reveal God.** By God the Father sending God the Son, God could be made manifest.
3. **Only God can atone for sin.** This is accomplished through the incarnation of God the Son.
4. **It is hard to conceive of personality existing without society.** The persons of the Godhead relate one to another in perfect harmony, a perfect society.

[Thiessen, H. C., & Doerksen, V. D. (1979). Lectures in systematic theology (98–99). Grand Rapids, MI; Cambridge: William B. Eerdmans Publishing Company.]

One illustration that is commonly used of the Trinity expresses an intense beauty in the relationships within the Godhead:

“God is Love” (1 John 4:16), and love involves three elements: A lover, a beloved, and a spirit of love. These three are one. One advantage of this example is that it has a personal dimension, in that love is something only a person does. [Geisler, N. L. (2003). Systematic theology, volume two: God, creation (294). Minneapolis, MN: Bethany House Publishers.]

For me personally—and I would hope you would find this too, friend—the major reason might be to **encourage us to trust Him**, because He is constantly praying for me.

I know from scripture that I can go to God with my needs, my fears, my pains, my thanks—and that I have access to Him because Jesus solved my sin problem by His sacrificial death.

But I also know from the verses above that:

- God the Holy Spirit prays to the Father for me, about things I do NOT know to pray for: *Likewise the Spirit helps us in our weakness. For we do not know what to pray for as we ought, but the Spirit himself intercedes for us with groanings too deep for words. And he who searches hearts knows what is the mind of the Spirit, because the Spirit intercedes for the saints according to the will of God.* (Romans 8:26)
- God the Son intercedes for me constantly, about things necessary to my salvation (whether I know what those needs are or not!): *Now there have been many of those [Old Testament] priests, since death prevented them from continuing in office; but because Jesus lives forever, he has a permanent priesthood. **Therefore he is able to save***

completely those who come to God through him, because he always lives to intercede for them. (Heb 7:23–25).

I appreciate it when people intercede with God on my behalf—I frequently ask others to pray for me—but to know that God Himself, within Himself, prays for me—including for the unseen and unknown needs of my life and my spirit—I am encouraged to trust Him. I am encouraged to thank Him. I am encouraged to honor Him in my little human life. I am overwhelmed by the completeness of His care.

Secondly, I am **encouraged to trust Him** because the work required to ensure my salvation and eternal life with Him was all done by Him!

If you look at this simple list of Scripture truths, you can see what I mean:

- The Son chose to come to earth as a human
- The Father who loved Him from eternity to eternity sent Him, because of love for us humans
- The Holy Spirit miraculously created this unique Jesus inside the womb of Mary.
- The Son—now in human form and yet still also having His divine nature—depended upon the Holy Spirit to live his human life in perfect obedience and submission to the Father.
- During his life on earth, the Son promised that every person who believed His claims and trusted in His work as savior would be exempt from the Final Judgment and be given eternal life by the Father.
- Before His sacrifice on the Cross for us, Jesus promised that He and the Father would send a down-payment of eternal life to believers, in the person of the Holy Spirit.

*And now you Gentiles have also heard the truth, the Good News that God saves you. And **when you believed in Christ**, he identified you as his own by **giving you the Holy Spirit**, whom he promised long ago. **The Spirit is God's guarantee** that he will give us the inheritance he promised and that he has purchased us to be his own people. He did this so we would praise and glorify him.* (Eph 1:13–14)

*For while we are in this tent [the human body], we groan and are burdened, because we do not wish to be unclothed but to be clothed with our heavenly dwelling, **so that what is mortal may be swallowed up by life**. Now the one who has fashioned us for this very purpose is **God, who has given us the Spirit as a deposit, guaranteeing what is to come**.* (2 Co 5:1–5).

- He also promised that this Holy Spirit would reveal more about God the Son and God the Father as part of the Spirit's ministry.
- Jesus then offered himself up through the Holy Spirit on the Cross as a substitute sacrifice for us law-breakers. He took the punishment that we deserve from the Father upon Himself, and suffered in our place.
- The Father accepted the Son's sacrifice, raised Him from the dead, and exalted Him to heaven.
- The Holy Spirit was then sent by the Father and the Son to live inside believers, and to begin growing, from within, the experience of Eternal Life—including internal joy, love, peace, and intimacy with God. At the Resurrection, this indwelling Holy Spirit will completely renew our human bodies into immortal bodies.
- This same Holy Spirit enables humans to share the message of God's offer of eternal life with other people—like you and I.
- His offer of eternal life is based upon His own works—not ours. Righteousness and Peace with God are a gift from him—not something we work for. The triune God did all the work—out of His love—and we can enjoy His gift freely **and be forever confident in His love:**

*But now God has shown us a way to **be made right with him without keeping the requirements of the law**, as was promised in the writings of Moses and the prophets long ago. 22 **We are made right with God by placing our faith in Jesus Christ.** And this is **true for everyone who believes**, no matter who we are.*

*23 For everyone has sinned; we all fall short of God's glorious standard. 24 Yet God, with undeserved kindness, **declares that we are righteous.** He did this **through Christ Jesus when he freed us from the penalty for our sins.** 25 For **God presented Jesus as the sacrifice for sin.** People are made right with God **when they believe that Jesus sacrificed his life**, shedding his blood. This sacrifice shows that God was being fair when he held back and did not punish those who sinned in times past, 26 for he was looking ahead and including them in what he would do in this present time. God did this to demonstrate his righteousness, for he himself is fair and just, and **he declares sinners to be right in his sight when they believe in Jesus.** 27 Can we boast, then, that we have done anything to be accepted by God? No, because our acquittal is not based on obeying the law. It is based on faith. 28 **So we are made right with God through faith and not by obeying the law.** 29 After all, is God the God of the Jews only? Isn't he also the God of the*

Gentiles? Of course he is. 30 **There is only one God, and he makes people right with himself only by faith, whether they are Jews or Gentiles.** (Romans 3:21–30).

Once we, too, were foolish and disobedient. We were misled and became slaves to many lusts and pleasures. Our lives were full of evil and envy, and we hated each other. 4 But—“When God our Savior revealed his kindness and love, 5 **he saved us, not because of the righteous things we had done, but because of his mercy.** He washed away our sins, giving us a new birth and **new life through the Holy Spirit.** 6 He generously poured out the Spirit upon us through Jesus Christ our Savior. 7 Because of his grace **he declared us righteous and gave us confidence that we will inherit eternal life.**” (Letter to Titus 3:3–7).

I mean that you have been **saved by grace through believing.** You did not save yourselves; it was a **gift** from God. 9 It was not the result of your own efforts, so you cannot brag about it. (Eph 2:8–9).

I no longer count on my own righteousness through obeying the law; rather, I **become righteous through faith in Christ.** For **God’s way of making us right** with himself depends on faith. (Php 3:9).

Conclusion

There are so many questions that could be asked here, and so many arguments that can be raised, and so much more data that could be examined, but none of these would change the basic reality: that God has revealed Himself in the scriptures from the time of the Creation through the time of Christ’s apostles and companions as being a composite unity.

There are distinctions between the persons, but even these distinctions are for our good—otherwise, the Holy Spirit could not pray for us and the Son could not offer a perfect substitute for us to the Father.

But debates about the internal workings of our great God have sabotaged many beautiful lives and created significant discord in both Christian and Muslim theology.

In Christian theology, the debates about this in the early centuries of the church were often impure—they were tainted by political ambitions and by social pressures. Sometimes they stopped arguing and admitted the reality of mystery, but sometimes they did not.

And the same is true for the internal Muslim debates. One writer (Nader El-Bizri), discussing the internal Muslim arguments over essence and attributes, said this:

“Although the **question concerning God’s essence and attributes** has primarily remained a classical *madrassa* problem that has been peripheral to modern reformist deliberations, it nevertheless **confronts us with exacting metaphysical riddles.** Attempts to advance a definite

thesis in this regard are likely to be part of a call for a conversion to one doctrine or another. The **atmosphere is one of ideological indoctrination preoccupied with historicity rather than a commitment to the uncanny realities of this question. This should, as a minimum, be replaced with a restraint in taking conclusive positions, and by resisting intellectual haste, given that the doctrinal unfolding of this question did not always maintain, with purity, the indeterminacy, indecision, openness and submission that befit a genuine experience of the holy.**” [WR:CCCIT, 137f, Nader El-Bizri, “God: essence and attributes”]

I would hope, friend, that you would let God be God, and let His unchangeable Word speak wisdom, comfort, forgiveness, and wonder into your open heart. May you find this free gift of eternal life from the glorious God, and may you experience the blessings, ministries, and companionship with the Father, Son, and Holy Spirit!

In the words of the Apostle Paul (Romans 16.27)

All glory to the only wise God, through Jesus Christ, forever. Amen.

Warmly,

Glenn Miller, Dec 2010

.....